Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۴۴۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily ALFAZL RABWAH

بروز جمعہ — ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۶۱/۲۶ | ۲۷ ربیع الاوّل سنہ ۱۳۹۲ھ، ۱۲ ہجرت ۱۳۵۱ ہش، ۱۲ مئی سنہ ۱۹۷۲ء | نمبر ۱۰۶

اخبارِ احمدیہ

ربوہ - ۱۱ ہجرت - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کل شب کی رپورٹ مظہر ہے کہ :-

حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب جماعت حضور کی اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا حرم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ - ۱۱ ہجرت - حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کو بخار سے تو اب آرام ہے لیکن سر درد اور کھانسی کی وجہ سے طبیعت ناساز ہے۔

احباب التزام کے ساتھ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطاء فرمائے۔ آمین

مکرم پروفیسر میاں عطاء الرحمن صاحب کی تشویشناک علالت

مکرم پروفیسر میاں عطاء الرحمن صاحب ایک ماہ سے بیمار ہیں۔ پچھلے دنوں کچھ افاقہ ہوگیا تھا۔ لیکن اب بیماری کا دوسرا حملہ ہوا ہے۔ جس سے حالت بہت تشویشناک ہے۔ احباب مکرم میاں صاحب موصوف کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کامل عطاء فرمائے۔ (نعیم احمد خاں)

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی انیسویں سالانہ تربیتی کلاس

امسال خدام کی سالانہ تربیتی کلاس ۲۶ ہجرت تا ۹ احسان ۱۳۵۱ ہش (۲۶ مئی تا ۹ جون ۱۹۷۲ء) ایوانِ محمود ربوہ میں منعقد ہو رہی ہے۔

میٹرک کا امتحان دینے والے خدام خصوصاً اور باقی خدام کو عموماً اس سے استفادہ کرنا چاہیئے۔

مرکزِ سلسلہ میں علوم قرآن و حدیث وغیرہ سے متمتع ہونے کا یہ خاص موقع ہے۔ قائدین اضلاع و مجالس خدام کی بکثرت شرکت کے لئے پوری پوری کوشش فرمائیں۔ (ناظم اعلیٰ تربیتی کلاس)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

دُنیا کا حسنہ یہ ہے کہ خدا ہر ایک پہلو سے ہر بلا اور مصیبت سے محفوظ رکھے

اگر دُنیا کا حسنہ انسان کو مل جائے تو یہ آخرت کے لئے ایک نیک فال ہے

ایک صاحب نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ دعا رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کے کیا معنے ہیں۔ حضرت اقدس ؑ نے فرمایا :-

" انسان اپنے نفس کی خوشحالی کے واسطے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ ایک دنیا کی مختصر زندگی اور اس میں جو کچھ مصائب، شدائد، ابتلاء وغیرہ اسے پیش آتے ہیں اُن سے امن میں رہے۔ دوسرے فسق و فجور اور رُوحانی بیماریاں جو اُسے خدا سے دُور کرتی ہیں اُن سے نجات پاوے۔ دُنیا کا حسنہ یہ ہے کہ کیا جسمانی اور کیا رُوحانی دونوں طور پر یہ ہر ایک بلا اور گندی زندگی اور ذلّت سے محفوظ رہے۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا - ایک ناخن میں ہی درد ہو تو زندگی بیزار ہو جاتی ہے۔ میری زبان کے نیچے ذرا درد ہے اس سے سخت تکلیف ہے۔ اسی طرح جب انسان کی زندگی خراب ہوتی ہے جیسے بازاری عورتوں کا گروہ کہ ان کی زندگی کیسی ظلمت سے بھری ہوئی اور بہائم کی طرح ہے کہ خدا اور آخرت کی کوئی خبر نہیں۔ تو دُنیا کا حسنہ یہی ہے کہ خدا ہر ایک پہلو سے خواہ وہ دُنیا کا ہو خواہ آخرت کا، ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے اور فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً میں جو آخرت کا پہلو ہے وہ بھی دُنیا کے حسنہ کا ثمرہ ہے۔ اگر دُنیا کا حسنہ انسان کو مل جاوے تو وہ فال نیک آخرت کے واسطے ہے۔ یہ غلط ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ دُنیا کا حسنہ کیا مانگنا ہے آخرت کی بھلائی ہی مانگو۔ صحتِ جسمانی وغیرہ ایسے امور ہیں جن سے انسان کو آرام ملتا ہے اور اسکے ذریعہ سے وہ آخرت کے لئے کچھ کر سکتا ہے اور اسلئے ہی دُنیا کو آخرت کی مزرعہ کہتے ہیں کہ در حقیقت جسے خدا دُنیا میں صحت، عزت، اولاد اور عافیت دیوے اور عمدہ عمدہ اعمال صالحہ اسکے ہوں تو امید ہوتی ہے کہ آخرت بھی اُسکی اچھی ہوگی۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۰۲ و ۳۰۳)

نصرت جہاں ریزرو فنڈ

۸۰ فی صد ادائیگی کر دی جائے!

جن مخلصین جماعت نے نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں وعدے کئے ہوئے ہیں۔ وہ نوٹ کر لیں کہ اُن کی طرف سے اسّی فی صد ادائیگی ۳۰ نبوت ۱۳۵۱ ہش (۳۰ نومبر ۱۹۷۲ء) سے پہلے ہو جانی ضروری ہے۔ سو اسکی ابھی سے فکر ہونی چاہیئے۔ اپنی قسط کی ادائیگی کو آخر پر ملتوی نہ کیا جائے بلکہ فوری رقم ادا کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہونا چاہیئے۔ جزاکم اللہ

(سیکرٹری نصرت جہاں ریزرو فنڈ)

(مسعود احمد پبلشر و ایڈیٹر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمن غربی ربوہ سے شائع کیا)

روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ ۱۲؍ ہجرت ۱۳۵۱ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مغربی افریقہ میں رُونما ہونیوالا ایک خاموش انقلاب

"نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم" کے تحت مغربی افریقہ کے متعدد ممالک میں ڈیڑھ پونے دو سال کے اندر اندر نئے قائم ہونے والے چودہ ہسپتالوں میں ایثار پیشہ احمدی ڈاکٹرز محبتِ الٰہی اور ہمدردیٔ بندگانِ خدا کے پاک جذبہ سے سرشار ہوکر مخلوقِ خدا کی خدمت کا فریضہ جس بے لوث طریق پر انجام دے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ اپنے فضلِ خاص کے ماتحت بظاہر لاعلاج مریضوں کو بھی ان کے ذریعہ شفاء عطا فرما کر اپنی معیت اور غیر معمولی تائید و نصرت کے جو درخشندہ نشان ظاہر فرما رہا ہے اُن کے نتیجہ میں وہاں بحمد اللہ تعالیٰ روز بروز اسلام کو سربلندی حاصل ہوتی جارہی ہے۔ وہ لوگ بھی جنہیں پہلے اسلام سے دُور کا بھی واسطہ نہیں تھا اب اسلام کی لازوال و بے مثال تعلیم اور احمدی ڈاکٹروں کے نمونہ سے متأثر ہوکر اسلام کے گرویدہ ہوتے جارہے ہیں۔ چنانچہ احمدی ڈاکٹروں کی طرف سے موصول ہونے والے اُن خطوط سے جن کے بعض اقتباسات ان کالموں میں ہم قبل ازیں ہدیۂ قارئین کرچکے ہیں "نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم" کے اس انتہائی ایمان افروز پہلو پر بھی بہت روشنی پڑتی ہے۔

ان ہسپتالوں کے قیام سے قبل وہاں کے اَن پڑھ مسلمان بالعموم تعویذ گنڈوں اور جادو ٹونوں کے چکّر میں پھنسے ہوئے تھے اس لئے وہ شافیٔ مطلق خدا سے غافل ہوکر امراض کے علاج کے لئے نیم ملّاں قسم کے لوگوں اور جادوگروں وغیرہ کی طرف رجوع کرنے کے عادی تھے جو اُنہیں دونوں ہاتھوں سے لُوٹ رہے تھے۔ اب اِن ہسپتالوں میں علاج کرانے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دُعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں معجزانہ طور پر شفایاب ہونے پر تعویذ گنڈوں اور جادُو ٹونوں پر سے اُن کا اعتقاد اُٹھتا جارہا ہے اور وہ دوا کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کی تاثیر کے قائل ہوتے جارہے ہیں۔ چنانچہ احمدیہ ہسپتال سالکپین (گھانا) کے انچارج مکرم ڈاکٹر محمد حفیظ خان صاحب وہاں کے لوگوں کی توہّم پرستی نیز ان کے مشرکانہ اعتقادات میں ملوّث ہونے اور اب احمدیہ ہسپتالوں کے زیرِ اثر ان مشرکانہ اعتقادات سے چھٹکارا حاصل کرکے خدائے واحد کے آستانہ پر جھکنے کا ذکر کرتے ہوئے اپنے خط مورخہ ۱۱؍ نومبر ۱۹۷۱ء میں رقمطراز ہیں:-

"یہاں پر کبارہ عورتیں اور بچے تعویذوں سے لدے ہوتے ہیں۔ بعض نے تو پاگلوں کی طرح لوہے کے ٹکڑے یا مُردہ جانوروں کی ہڈیاں تعویذوں کے ساتھ پروئی ہوتی ہیں۔ جب اُن سے مذہب کے بارہ میں پوچھتا ہوں تو خود کو مسلمان بتلاتے ہیں اور جب سمجھاتا ہوں کہ دن رات میں سینکڑوں دفعہ اللہ اکبر سُنتے اور بولتے ہو تو پھر ان چیزوں پر کیوں اعتقاد رکھتے ہو اور قادرِ مطلق ارحم الراحمین خدا پر کیوں بھروسہ نہیں کرتے اور اُس سے کیوں دُعائیں نہیں مانگتے تو کہہ دیتے ہیں ہمارے باپ دادا ان چیزوں پر اعتقاد رکھتے چلے آئے ہیں۔ ایک دن جب میں اسی قسم کی باتیں مریضوں سے کر رہا تھا تو ادھیڑ عمر کی ایک عورت نے خُوب جواب دیا۔ اس نے کہا پہلے تم لوگ نہیں تھے تو ہمیں مُلّاؤں یا جادُوگروں کے پاس جانا پڑتا تھا۔ اُنہیں کبھی دس شلنگ، کبھی پانچ دس پونڈ اور کبھی چالیس پونڈ اور کبھی ایک یا دو گائیں دینی پڑتی تھیں تب جاکر ایک تعویذ ملتا تھا، اب تم لوگ آگئے ہو تو ہمیں ان جادوگروں اور ان کے پھیلائے ہوئے توہّمات سے نجات مل گئی ہے اور ہمیں بہت سُکھ ہو گیا ہے۔"

جہاں مسلمان احمدیہ ہسپتالوں کی کارکردگی اور احمدی ڈاکٹروں کے عملی نمونہ سے متأثر ہوکر توحیدِ خالص کی طرف واپس آرہے ہیں وہاں افریقن عیسائی بھی تثلیث وغیرہ کے مشرکانہ عقائد سے باز آکر توحیدِ حقیقی کے گرویدہ ہوتے جارہے ہیں۔ چنانچہ احمدیہ ہسپتال سویڈرو (گھانا) کے انچارج مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب نے مغربی افریقہ میں رُونما ہونے والے اس خاموش انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے ۵؍ اکتوبر ۱۹۷۱ء کے خط میں لکھا:-

"سیدی! خاکسار نے اپنے ہسپتال کے چھپے ہوئے کارڈ کافی عرصہ ہوا حضور کی خدمت میں بھیجے تھے۔ ان کارڈوں پر خاکسار نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے واضح طور پر لکھوایا تھا:-

"صرف اللہ تعالیٰ ہی صحت عطاء کرتا ہے"

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور احسان ہے کہ اُس نے اس امر کی توفیق دی اور پھر اس کے خوشکن نتائج ظاہر فرماکر بہت کامیابی بھی عطا فرمائی۔ سب کا تو پتہ نہیں البتہ دو عیسائی مریض اس عرصہ میں ایسے آئے جو میرے سامنے بیٹھ کر پکار اُٹھے تھے کہ واقعی اللہ تعالیٰ ہی صحت عطا فرماتا ہے۔ اب کئی عیسائی مرد اور عورتیں مجھے اور میری بیوی کو "گڈ مارننگ" کی بجائے "السلام علیکم" کہتے ہیں۔

مریضوں کا یہ عالم ہوتا ہے کہ صبح چھ بجے سے آنے شروع ہوجاتے ہیں اور وہ دو دو اڑھائی اڑھائی گھنٹے تک اپنی باری کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا آئینہ دار بڑا ہی رُوح پرور نظارہ ہوتا ہے"

ہمارے مخلص و فدائی اور ایثار پیشہ احمدی ڈاکٹرز نہ صرف یہ کہ مخلوقِ خدا کی طبّی خدمات نہایت بے لوث طریق پر بجا لا رہے ہیں بلکہ اپنے عملی نمونہ سے وہ دوسروں کو اسلام کا گرویدہ بنانے میں بھی بڑی سرگرمی سے کوشاں ہیں۔ وہ اپنے دائرہ کار میں لوگوں پر اسلامی صداقتیں واضح کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتے اور اس کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

چنانچہ جب گزشتہ سال سویڈرو (گھانا) میں احمدیہ ہسپتال کا قیام عمل میں آیا اور وہاں کے انچارج مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تھوڑے سے عرصہ میں ہزاروں مریضوں کا علاج کرنے کے علاوہ بیس کے قریب میجر آپریشن بھی کامیابی سے کر دکھائے۔ جس کے نتیجہ میں ہسپتال کی شہرت دُور دُور تک پھیلتی چلی گئی تو ایک علاقہ کے چیف نے اپنے نمائندے اس غرض سے بھجوائے کہ وہ یہ معلوم کریں کہ اس ہسپتال کی غیرمعمولی کامیابی کی وجہ کیا ہے تاکہ وہ بھی اپنے علاقہ میں ایسا ہی ہسپتال کھول کر انہیں خطوط پر اسے کامیابی سے چلا سکے۔ ان نمائندوں سے احمدی ڈاکٹر کی جو گفتگو ہوئی وہ سُننے سے تعلق رکھتی ہے۔ اُس کا مختصر ذکر ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے ۷؍ نومبر ۱۹۷۱ء کے مکتوب میں کیا تھا۔ انہوں نے لکھا:-

"سویڈرو سے چھ میل کے فاصلہ پر ایک چیف رہتا ہے۔ اُسکے دو نمائندے ہسپتال دیکھنے آئے۔ کہنے لگے کہ چیف نے کہا ہے کہ دیکھ کر آؤ کہ ہسپتال کس طرح کا ہے اور اسکی غیرمعمولی کامیابی کا راز کیا ہے تاکہ ویسا ہی ہسپتال اپنے علاقہ میں بھی کھولنے کا انتظام کیا جائے۔ خاکسار نے بتایا کہ اس ہسپتال کی کامیابی کا راز توحید باری کی اشاعت اور مریضوں کی شفایابی کیلئے خدائے واحد اور قادر و توانا سے اُس کا فضل طلب کرنے میں مضمر ہے۔ توحیدِ خالص کی یہ تعلیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی دنیا میں لائے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام جنہیں موجودہ زمانہ کے عیسائی خدا کی خدائی میں شریک مانتے ہیں ہماری طرح انسان ہی تھے لیکن تھے اللہ تعالیٰ کے ایک پیغمبر۔ سب انسانوں کی طرح وہ بھی وفات پاچکے ہیں"

پھر اسلامی عقائد ہی نہیں ان ہسپتالوں کے ذریعہ اسلامی معاشرت بھی اہلِ افریقہ میں سرایت کرتی جارہی ہے۔ اس کا اندازہ احمدیہ ہسپتال اکارے (نائیجیریا) کے انچارج ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب بھٹہ کے اس خط سے بھی لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے ۷؍ فروری ۱۹۷۲ء کو یہاں سے ارسال کیا۔ اسمیں انہوں نے لکھا:-

"میری اہلیہ جو ٹیکہ لگانے میں تربیت یافتہ ہیں بچوں اور عورتوں کو ٹیکہ لگا دیتی ہیں اور اس طرح میرا بوجھ خاصا ہلکا ہو جاتا ہے۔ عورتوں کے وارڈ میں کام کرنیوالی نرسوں کے لئے لباس ہم نے قمیص اور شلوار مقرر کیا ہے۔ میری اہلیہ نے اُن کے لئے شلواریں اور قمیصیں تیار کردی ہیں۔ احمدی ہی نہیں بلکہ دوسرے افریقی باشندوں نے بھی اسے بہت پسند کیا ہے۔ ہمارے مقرر کردہ لباس سے متاثر ہوکر دوسروں میں بھی یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ لڑکیوں کو ٹانگیں ننگی نہیں رکھنی چاہئیں۔ چنانچہ کئی لوگوں نے اپنی بچیوں کے لئے شلواریں میری اہلیہ سے تیار کروائی ہیں اور اب ان کی بچیاں بھی شلواریں پہن کر سکول جاتی ہیں"

الغرض مغربی افریقہ کے ان ممالک میں رفتہ رفتہ اسلام کے حق میں ایک خاموش انقلاب رُونما ہو رہا ہے اور یہ خوشکن انقلاب ثمرہ ہے اُس آسمانی سکیم کا جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے الٰہی سفرِ مغربی افریقہ کے دوران خاص خدائی القاء کے ماتحت "نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم" کے نام سے جاری فرمائی ہے اور جس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی غرض سے احبابِ جماعت کو مالی و جانی قربانیاں پیش کرنے کے لئے پکارا ہے۔ کیا ہی مبارک اور خوش قسمت ہیں وہ احباب جنہیں اس مبارک و مقدس آسمانی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق مل رہی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قیامت کا ثبوت از روئے قرآن مجید

قرآن مجید میں خدا تعالےٰ نے کئی مقامات پر قیامت کا ذکر فرمایا ہے اور اس امر کا ثبوت دیا ہے کہ قیامت کے آنے میں کچھ شک نہیں ہے۔ خدا تعالےٰ نے توحید کے بعد سب سے زیادہ اہمیت حیاۃ الآخرۃ کو دی ہے اور قرآن مجید میں انتہائی پُر شوکت انداز میں اس امر کا اظہار کیا گیا ہے۔ تمہارے اعمال چاہے وہ نیک ہوں یا بد ان کی بناء پر انسان کو بدلہ دیا جائے گا۔ قیامت یوم المجازات کا نام ہے۔ اگر قیامت کے وجود کا انکار کر دیا جائے تو ہمارے اعمال بالکل بیکار ہیں۔ مذہب اسلام کی خصوصیات میں سے ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے انسان کو قیامت کی طرف توجہ دلا کر ہر وقت اس کے دل و دماغ پر ایک داروغہ قیامت کا بٹھا دیا ہے تا کہ اس کے نفس کی کما حقہ اصلاح ہوتی رہے۔ انبیاء کی بعثت اور ان پر ایمان لانا اور ان کی اتباع کرنا اور انبیاء کے نشانات چاہے وہ انذاری ہیں یا تبشیری یہ سب قیامت کے مظاہر ہیں اور قیامت کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ پر کامل اور صحیح ایمان اس وقت تک ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ قیامت پر ایمان نہ ہو کیونکہ اگر قیامت نہیں ہے تو پھر خدا تعالےٰ کے احکام کا کوئی مقصد ہی نہیں ہے اگر کوئی شخص دنیاوی ملازمت میں اچھا کام کرتا ہے تو اس کا افسر اس سے خوش ہوتا ہے اور اگر اچھا کام نہیں کرتا تو اس کے خلاف ریمارکس دیئے جاتے ہیں۔ بعینہٖ خدا تعالےٰ کے احکام پر لبیک کہنے والا خدا تعالےٰ کی خوشنودی کا پروانہ حاصل کرتا ہے اور اس کے احکام کا منکر غضب الٰہی کا شکار ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں جنت اور جہنم کا نظریہ ذکر ہوا ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے اصولی فیصلہ یہ فرما دیا ہے کہ ہر شخص کو اس کے کام کی جزاء دی جائے گی فرمایا۔

اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ
نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ۔
(المومن ۱۸)

اس دن ہر جان کو اس کے عمل کی جزاء دی جائے گی۔

اور ہر شخص کو اس امر کا یقین دلایا ہے کہ قیامت آ کر رہے گی اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے چنانچہ فرمایا۔

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ
لَیَجْمَعَنَّکُمْ اِلٰی یَوْمِ
الْقِیٰمَۃِ لَا رَیْبَ فِیْہِ
وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ
حَدِیْثًا۔ (نساء ۸۸)

اللہ وہ ذات ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ تم کو بلا شک و شبہ قیامت کے دن تک جمع کرتا چلا جائیگا جس کے آنے میں کوئی شک نہیں اور اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے۔

انسانی اعمال روح کے اندر ایک کیفیت پیدا کرتے ہیں اگر تو اعمال از قسم شر ہیں تو اس کی جزاء اور سزا بھی المناک ہوگی لیکن اگر اس کے اعمال حسنہ ہیں تو اس کی زندگی اور روح اس سے مطمئن ہوگی اور اس کا بدلہ و اجر اس کو اچھا ملے گا۔ چنانچہ فرمایا۔

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ
طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ۔ وَ
نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا
اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى
بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ
عَلَيْكَ حَسِيْبًا۔
(بنی اسرائیل ۱۴-۱۶)

اور ہم نے ہر انسان کی گردن میں اس کا اعمال نامہ باندھ دیا ہے اور ہم قیامت کے دن اس کے اعمال کی ایک کتاب نکال کر اس کے سامنے رکھ دیں گے جسے وہ بالکل کھلی ہوئی پائیگا اور اسے کہا جائیگا اپنی کتاب خود ہی پڑھ کر دیکھ لے۔ آج تیرا نفس ہی تیرا حساب لینے کے لئے کافی ہے۔

قیامت کی ماہیت کو یوں بیان فرمایا

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ
الدِّيْنِ۔ (انفطار)

اور اے مخاطب تجھے کس نے اس بات کا علم دیا ہے کہ جزا سزا کا وقت کیا ہے۔

ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ
الدِّيْنِ۔ (انفطار)

پھر ہم تجھ سے کہتے ہیں کہ تجھے کس نے علم دیا ہے کہ جزا سزا کا وقت کیا ہے۔

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ
لِّنَفْسٍ شَيْئًا۔ وَالْاَمْرُ
يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ۔ (انفطار)

اس دن جس میں کوئی جان کسی جان کو فائدہ پہنچانے کے لئے کوئی اختیار نہ رکھے گی اور سب فیصلہ اس دن اللہ ہی کے ہاتھ میں ہوگا۔

اس آیت میں بیان کرنا یہ مقصود ہے کہ اس دن نتیجہ کا وقت ہوگا۔ دنیا میں انسان کو کام کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ مگر اس دن کوئی اپنا اثر و رسوخ استعمال نہ کر سکے گا کیونکہ اس دن فیصلہ خدا کے اختیار میں ہوگا۔

قرآن کریم کی سورتوں میں سے ایک سورۃ "القیمۃ" ہے اس میں قیامت کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کی قسم کھائی گئی ہے اور قیامت کو بطور شہادت کے پیش کیا گیا ہے۔ اس سورۃ میں وہ زندگی جو بعد الموت حاصل ہوگی۔ اس کا ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ کے حضور پیش ہونا اور اپنے اعمال کا انجام دیکھنا ہی قیامت ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ
الْقِيٰمَةِ۔ وَلَآ اُقْسِمُ
بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ۔

میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں۔ اور میں نفس لوامہ کو بھی بطور شہادت کے پیش کرتا ہوں۔

نفس لوامہ کو قیامت کے دن بطور شہادت کے اسلئے پیش کیا گیا ہے کہ انسانی نفس اس کو شر پر ملامت کرتا ہے اور وہ ملامت ہی اس کیلئے قیامت کے دن نتیجہ خیز ہوگی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"شیطان کے وساوس بہت ہیں اور سب سے زیادہ خطرناک وسوسہ اور شبہ جو انسانی دل میں پیدا ہو کر اسے خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ کر دیتا ہے آخرت کے متعلق ہے کیونکہ تمام نیکیوں اور راستبازیوں کا بڑا بھاری ذریعہ منجملہ دیگر اسباب اور وسائل کے آخرت پر ایمان بھی ہے اور جب انسان آخرت اور اس کی باتوں کو قصہ اور داستان سمجھے تو سمجھو کہ وہ رد ہو گیا اور دونوں جہان سے گیا گزرا ہوا۔ اس لئے کہ آخرت کا ڈر بھی تو انسان کو خائف اور ترساں بنا کر معرفت کے سچے چشمہ کی طرف کشاں کشاں لے آتا ہے اور سچی معرفت بغیر حقیقی خشیت اور خدا ترسی کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس یاد رکھو کہ آخرت کے متعلق وساوس کا پیدا ہونا ایمان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے اور خاتمہ بالخیر میں فتور پڑ جاتا ہے"

(ملفوظات جلد اول صہ ۵۳)

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ امتحان کے وقت جو طلباء ناکام ہوتے ہیں ان پر غم و حزن کی کیفیت ہوتی ہے اور اس سے تعلق رکھنے والے سب اس ناکامی سے متاثر ہوتے ہیں لیکن جو طالب علم کامیاب ہوتا ہے وہ غیر معمولی خوش و مسرور ہوتا ہے اور لوگ اس کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ صاحب حیثیت طالب علم اور اس کے والدین اس خوشی میں مٹھائی تقسیم کرتے ہیں اور رشتہ دار اس کامیابی پر کامیاب طالب علم کو انعام دیتے ہیں بعینہٖ انسانی اعمال کا نتیجہ قیامت کے روز جو ظاہر ہوگا اس کی کیفیت بڑے مختصر مگر بلیغ انداز میں یوں بیان کی گئی ہے۔

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ
تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۔
(آل عمران ۱۰۷)

اس دن بعض چہرے سفید ہونگے اور بعض چہرے کالے ہوں گے۔

قیامت پر ایمان دراصل امور غیبیہ میں سے ہے اور یہ مضمون وہی شخص سمجھ سکتا ہے کہ جسے خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان کامل ہو یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کا مطلب ہی یہ ہے کہ انسان کی عقل کمزور ہے اسے خدا کے بتلائے ہوئے احکام اور اس کے رسول کی طرف سے بیان کردہ امور کی تصدیق و تائید کرنی ہوگی۔ خدا تعالےٰ نے قیامت کی ہولناکی بیان کرتے ہوئے اور انسانی اعمال کے محفوظ رکھنے کا ذکر یوں بیان فرمایا ہے۔

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى
الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ
مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ
يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ
لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا
كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَ
وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا (الکہف)

اور ان کا اعمال نامہ ان کے سامنے رکھ دیا جائے گا اور تو مجرموں کو اس کی وجہ سے جو اس میں لکھا ہوگا ڈرتے دیکھیگا اور اس وقت وہ انتہائی حسرت سے کہیں گے ہائے افسوس ہماری تباہی سامنے کھڑی ہے اس کتاب کو کیا ہوا ہے کہ نہ کسی چھوٹی بات کو اس کا احاطہ کئے بغیر چھوڑتی ہے اور نہ کسی بڑی بات کو اور جو کچھ انہوں نے اس دنیا میں کیا ہوگا۔ اسے اپنے سامنے موجود پائیں گے۔

الغرض قیامت قرآن مجید سے ثابت ہے اور کوئی انسان آئندہ زندگی میں محاسبہ سے بچ نہیں سکتا۔

(مرسلہ نظارت اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن))

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصورِ عشق

مکرم پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب ایم اے پی ایچ ڈی صدر شعبہ اردو
تعلیم الاسلام کالج ربوہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے محبوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کا بار بار اظہار فرمایا ہے اس مختصر سے مضمون میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اردو اور فارسی کلام کی روشنی میں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ حضور کے نزدیک عشق کی تعریف کیا ہے "عشق" کا لفظ دنیا کے ادبی سرمائے میں کسی وجود کے لئے پیار اور محبت کے اظہار کے لئے استعمال کیا جاتا رہا ہے لیکن بار بار کے برتنے سے اس لفظ کے معانی میں کچھ ایسی باتیں بھی شامل ہو گئی ہیں جو اس کے مزاج کے منافی ہیں ہمارے ادب میں یہ لفظ ہوسناکی کی صورت میں بھی مستعمل رہا ہے اسی لئے حالی نے اس کی غارتگری کو یوں الفاظ بیان کیا ہے ؎

اے عشق تونے اکثر قوموں کو کھا کے چھوڑا
جس گھر سے سر اٹھایا اس کو بٹھا کے چھوڑا

لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام مبارک میں یہ لفظ اپنی تمام تر خصوصیت اور شرائط اور لوازم اور تواتر کے ساتھ استعمال ہوا ہے اور باقاعدہ ایک ایسی اصطلاح کی صورت اختیار کر گیا ہے جس کو صرف اہلِ دل ہی سمجھ سکتے ہیں۔

اے مسیح دانی چیست دین عاشقاں
گو نمت گر بشنوی عشاق وار

ترجمہ: کیا تجھے معلوم ہے کہ عاشقوں کا دین کیا ہوتا ہے میں تجھے بتاتا ہوں اگر تو عاشقوں کی طرح سنے۔

؎ تو انکار سے دفعتاً کھوتا ہے کیا
تجھے کیا خبر عشق ہوتا ہے کیا
مجھے پوچھو اور میرے دل سے یہ راز
مگر وان پوچھے مجنوں عشق باز

حضور کے نزدیک عشق کی شرط اول فنا ہے ایسی فنا جو محب کے وجود کو بالکل مٹا دے اور اس کی اپنی خواہشات آرزوئیں، امنگیں، جولانیاں۔ سب محبوب کے ارشادات کے تابع ہو جائیں ؎

رفتیم و فنا شدیم و مردیم
از گم شدگان نشاں چہ جوئی؟

ترجمہ:- ہم گذر گئے فنا ہو گئے اور مر گئے اب تو گم شدہ لوگوں کا کیا نشان ڈھونڈتا ہے۔

؎ تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا

؎ نقشِ ہستی تری الفت میں مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرہ تری راہ میں اڑایا ہم نے

اور پھر ہر نقش ماسوا دل سے دھل جائے تاکہ ڈھونڈنے سے بھی کسی دوسرے وجود کا نشان نہ ملے ؎

سینہ می باید تہی از غیرِ یار
دل ہمہ باید پُر از یادِ نگار
جاں ہمے باید برائے او فدا
سر ہمے باید بپائے او نثار
از ہمہ عالم فرو بستن نظر
لوحِ دل شستن ز غیرِ دلستاں

ترجمہ: یار کے سوا ہر چیز سے سینہ خالی ہونا چاہیئے اور دل محبوب کی یاد سے بھرا رہنا چاہیئے جان اس کی راہ میں قربان ہونی چاہیئے اور سر اس کے قدموں میں نثار ہونا چاہیئے۔ سارے جہان کی طرف سے آنکھ بند کر لینا اور دوست کے سوا ہر چیز سے دل کی تختی کو دھو ڈالنا۔

جو ہمارا تھا وہ اب دلبر کا سارا ہو گیا
آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا

صرف نقش ماسوا کو مٹانا ہی کافی نہیں عشق اس بات کا متقاضی ہے کہ وجود دل کا فرق بھی مٹ جائے۔

بسکہ من در عشق او ہستم نہاں
من ہمانم، من ہمانم، من ہماں
تو نورِ ہر دو جہانی تراشناختہ ام
ہمہ تن اندر تو جانی تراشناختہ ام
فقر کی منزل کا ہے اول قدم نفیِ وجود
پس کرو اس نفس کو زیر و زبر از بہرِ یار

ترجمہ:- از بسکہ میں اس کے عشق میں غائب ہو گیا ہوں میں وہی ہوں میں وہی ہوں میں وہی ہوں۔ تو معلوم جہاں کا نور ہے میں نے تجھے پہچان لیا ہے۔ سب بدن ہیں اور تو جان ہے۔ میں نے تجھے پہچان لیا ہے۔

اس شرط کے پورا ہونے کی علامت یہ نہیں ہے کہ محب یکطرفہ طور پر اس منزل کو طے کرے بلکہ یہ لازمی ہے کہ محبوب کی طرف سے بھی اس پاک، بے لوث اور سچی فنا کا جواب ملے اور اس کا اظہار ہو ؎

تا بر دلم نظر شد از مہرِ یارِ مارا
کردست سیم خالص قلبِ سیاہِ مارا
در کوئے دلستانم چوں خاکِ کوئے شب و روز
دیگر نشاں چہ باشد اقبال و جاہِ مارا

؎ چوں رنگِ خودی رو رفتہ از عشق
یارش ز کرم برنگِ خویش آمیزد

ترجمہ: جب میرے دل پر میرے چاند نے محبت کی نظر ڈالی تو میرے سیاہ دل کو خالص چاندی بنا دیا میں تو دن رات اپنے محبوب کے کوچہ میں خاک کی طرح پڑا رہتا ہوں اس سے بڑھ کر ہمارے عزت و اقبال کی اور کیا علامت ہے۔

جب عشق کی وجہ سے کسی کی خودی کا رنگ جاتا رہتا ہے۔ تو یار اپنی مہربانی سے اس پر اپنا رنگ چڑھا دیتا ہے۔

اظہار کی علامت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ محبوب محب کو اپنے رنگ میں رنگین کر لے۔ گویا عشق کا یہ مقام بڑا اہم مقام ہے۔ محبوب کی رنگ آمیزی محض زبانی کلامی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس مقام تک پہنچنے کے بعد کا چاہنے والا تمام مصائب اور تکالیف کو برداشت کرنے پر قادر ہو جاتا ہے اور اس قدرت کے نتیجہ میں وہ شیریں ثمار حاصل کرتا ہے جنہیں اصطلاح میں وصل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ عشق ایک ایسی قوت برداشت کا نام ہے جو بڑی سے بڑی اور کڑی سے کڑی آزمائش میں بھی انسان کو سرخرو رکھتی ہے۔

ہم نے الفت میں تری بار اٹھایا کیا کیا
تجھ کو دکھلا کے فلک نے ہے دکھایا کیا کیا

؎ واہ رے باغِ محبت، موت جس کی رہ گذر
وصلِ یار اس کا ثمر پر ارد گرد اس کے ہیں خار

؎ عشق ہے جس سے ہوں طے یہ سارے جنگل پُر خطر
عشق ہے جو سر جھکا دے زیرِ تیغِ آبدار

؎ گر قضا را عاشقے گردد اسیر
بوسد آں زنجیر را کز آشنا

ترجمہ: اگر قضائے الٰہی سے عاشق قید ہو جاتا ہے تو وہ اس زنجیر کو چومتا ہے جس کا سبب آشنا ہو۔

جو شخص ان آزمائشوں سے گذر جاتا ہے وہ اس بات کا مستحق ہے کہ محبوب کے عشق کا دعوےٰ کر سکے ہر کس و ناکس اس دعوے کا سزاوار نہیں۔ کیونکہ دعوے درحقیقت وصال کے بعد ہی ممکن ہے

؎ آں منم کاندر رہِ آں سرورے
درمیانِ خاک و خوں بینی سرے

؎ تیغ گر بارد بکوئے آں نگار
آں منم کاول کند جاں را نثار

ترجمہ: میں تو وہ ہوں کہ اس سردار کی راہ میں تو میرا سر خاک اور خون میں لتھڑا ہوا دیکھے گا۔

اگر اس محبوب کی گلی میں تلوار چلے تو میں وہ پہلا شخص ہوں گا جو اپنی جان قربان کرے گا۔

حضور علیہ السلام نے اس منزل تک پہنچنے کے بعد آنحضرت صلعم کے عشق میں یہ نعرہ لگایا ہے کہ ؎

در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند
اول کسے کہ لافِ تعشق زند منم

ترجمہ: اگر تیرے کوچہ میں عاشقوں کے سر اتارے جائیں تو سب سے پہلے جو عشق کا دعوےٰ کرے گا وہ میں ہوں گا۔

اس وقت تک عشق کی چار خصوصیات اور علامات بیان ہوئی ہیں۔ فنا، محبوب کی طرف سے محبت کا جواب۔ مصائب کو برداشت کرنے کی قوت، وصال کی منزل اولین اور دعوی محبت لیکن بات یہاں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ یہاں سے شروع ہوتی ہے۔ یہ منزلیں عشق کی بنیادیں ہیں۔ اس بنیاد پر عمل کی عمارت استوار ہوتی ہے جو دنیا کی نگاہ میں بھی اس عشق کی عظمت اور بلندی کو عیاں کر دیتی ہے۔ عشق کا دعویٰ اس بات کا متقاضی ہے کہ دعوےٰ کرنے والا ہمیشہ ان راہوں کو تلاش کرتا ہے جو اس کے محبوب کی رضا کی راہیں ہیں اور ایک لمحہ کے لئے بھی ان راہوں اور تقاضوں سے غافل نہ ہو اس کے وجود سے اس کے محبوب کی خوشبو آئے اور اس کا چہرہ اس کے عشق کی روشنی سے منور ہو ؎

مے درخشد روئے حق از روئے او
بوئے حق آید ز بام و کوئے او
دلبرم در شد بجان و مغز و پوست
در تنِ جانم ہبا و روئے اوست

ترجمہ:- اس کے چہرہ میں خدا کا چہرہ چمکتا نظر آتا ہے اس کے در و دیوار سے خدا کی خوشبو آتی ہے میرا دلبر میری جان مغز اور پوست میں رچ گیا میری جان کی خوشی اسکے منہ کی یاد ہے۔

اور محب کے وجود سے آثار محبت نمایاں ہوں تاکہ دوسرے بھی اس نور کو دیکھ سکیں ؎

اے محبت تو عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برہِ یار تو یکساں کردی
ذرہ را تو بیک جلوہ کنی چوں خورشید
اے بسا خاک کہ تو چوں مہ تاباں کردی
واہ چہ اعجاز نمودی کہ بیک جلوہ فیض
در رفتن ببردی آمدن آسان کردی

ترجمہ: اے محبت تو نے عجیب رنگ دکھائے تو نے یار کی راہ میں زخم اور مرہم برابر کر دیئے ایک تجلی سے تو ذرہ کو سورج بنا دیتی ہے اور بہت دفعہ ہماری طرح کی خاک کو تو نے چمکتا ہوا چاند بنا دیا ہے۔

واہ واہ تو نے کیسا معجزہ دکھایا کہ فیضان کی ایک تجلی سے جانے کا دروازہ بند کر دیا اور آنا آسان کر دیا۔

جانے کے دروازے بند اور آنے کے دروازے کھل جائیں گویا حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک عشق کی پانچویں اور بڑی خصوصیت یہ ہے کہ عشق کا ظاہری اظہار بھی ہو اور اس طرح ہو کہ محب کے وجود کا ہر ذرہ اس کے عشق کی ایسی گواہی دے کہ دنیا بھی یہ محسوس کرے کہ یہ عشق دنیا کے بندھنوں سے آزاد ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس جہاں میں خواہشِ آزادگی بے سود ہے
اک تری قیدِ محبت ہے جو کر دے رستگار

یہ محبت کا قیدی ہے اور دنیا کی آلائشوں اور آلودگیوں سے بالکل منزّہ اور مبرّا ہے محبوب کی یاد ایسی غذا ہے جس کے بغیر اس کا جسم اور وجود قائم نہیں رہ سکتا ؎

جانِ من از جانِ او یابد غذا
از گریبانم عیاں شد آں ذکا

ترجمہ:۔ میری روح اس کی روح سے غذا حاصل کرتی ہے اور میرے گریبان سے وہی سورج نکل آیا ہے ان پانچوں شرائط کی تکمیل کے بغیر عشق مکمل نہیں ہوتا اور چھٹی شرط یہ ہے کہ محبوب کی رضا کی تلاش ہمیشہ جاری رہے اور ایک لمحے کے لئے بھی اس میں رخنہ پیدا نہ ہو ؎

ترے کوچے میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھکو پاؤں
محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں
خدائی ہے خودی جس سے مٹاؤں
محبت چیز کیا کس کو بتاؤں
وفا کیا راز ہے کس کو سناؤں
میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں
یہی بہتر ہے خاک اپنی اڑاؤں

کہاں ہم اور کہاں دنیائے مادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ان مصرعوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق کا دعوے فرمایا تھا تو محض زبان سے نہیں کیا تھا بلکہ اس دعوے کے پیچھے وہ تمام شرائط کارفرما تھیں جن کی تفصیل خود حضور کے کلام مبارک میں موجود ہے۔ حضور نے اس دعوئے عشق کے ساتھ جس ثابت قدمی اور اولوالعزمی، اور زندگی بھر کی عملی جدوجہد کا ثبوت دیا وہ حضور کے عشق کی صداقت کی منہ بولتی تصویر ہے اب حضور کے ان شعروں پر غور فرمایئے کہ

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم
گر کفر ایں بود، بخدا سخت کافرم
اورسے در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند
اول کسے کہ لافِ تعشق زند منم

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

سائنس بلاک جامعہ نصرت ربوہ

الحمدللہ کہ سائنس بلاک کی تکمیل ہو چکی ہے۔ لیکن جتنی رقم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ اماء اللہ کے سپرد جمع کرنے کا ارشاد فرمایا تھا اس میں ابھی قریباً تین ہزار روپے کی کمی ہے۔ جن بہنوں نے تین سو روپے اس مد میں ادا کئے ان کے اکثر نام لکھوائے جا چکے ہیں اور کچھ لکھوائے جا رہے ہیں۔ جن بہنوں نے ابھی تک اس چندہ میں شمولیت نہیں کی وہ تین سو روپے (-/۳۰۰) جلد ادا کریں تا یہ رقم جلد سے جلد پوری ہو سکے۔ میرے گزشتہ اعلان کے بعد مندرجہ ذیل کی طرف سے وصولی ہوئی ہے۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

۱	محترمہ بیگم صاحبہ شیخ عبدالوحید صاحب از والدہ امۃ السلام صاحبہ مرحومہ راولپنڈی	۳۰۰ـ۰۰
۲	محترمہ نسرین اختر صاحبہ چیمہ چک ۷۳ جنوبی سرگودھا	۲۰ـ۰۰
۳	محترمہ نصرت آرا صاحبہ بیگم چوہدری ناصر احمد صاحب قسط نمبر ۳ راولپنڈی	۲۵ـ۰۰
۴	محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ چوہدری رشید احمد صاحب کراچی	۳۰۰ـ۰۰
۵	محترمہ نعیمہ بیگم صاحبہ چوہدری حمید احمد صاحب رانا "	۵۰ـ۰۰
۶	محترمہ کریم خاتون صاحبہ ڈرگ روڈ "	۱ـ۰۰
۷	محترمہ والدہ صاحبہ ڈاکٹر کیپٹن نذری صاحب گجرات	۱۰۰ـ۰۰
۸	بیگم صاحبہ چوہدری اسداللہ خان صاحب لاہور	۳۰۰ـ۰۰
۹	بیگم صاحبہ خواجہ سرفراز خان صاحب لاہور	۳۰۰ـ۰۰
۱۰	(بلاتفصیل) مسز شاہ صاحبہ C/5 سید مہربان شاہ صاحب پشاور چھاؤنی	۳۴۷ـ۵۰
۱۱	لجنہ اوکاڑہ	۲۳ـ۵۰
۱۲	لجنہ راولپنڈی	۱۰ـ۵۰
۱۳	محترمہ چراغ بی بی صاحبہ مرحومہ مومنہ والدہ ڈاکٹر قاضی محمد منیر صاحب امرتسر لاہور	۲۰۰ـ۰۰

ضرورت ہے

نصرت گرلز ہائی سکول کے لئے ایک جونیئر ڈپلومہ ہولڈر ان فزیکل ایجوکیشن کی ضرورت ہے۔ میٹرک ہونا ضروری ہے۔

تنخواہ صدر انجمن کے گریڈ کے مطابق دی جائے گی۔ درخواست مقامی امیر یا صدر کی سفارش کے ساتھ بنام مینیجر نصرت گرلز ہائی سکول ۲۵ر۳ تک بھیج دیں۔ ربوہ میں رہائش اختیار کرنے کے لئے عمدہ موقع ہے۔

(مینیجر نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ)

درخواستہائے دعا

۱۔ میرا لڑکا عبدالباسط عنقریب پاکستان سے باہر جا رہا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے بخیریت منزل مقصود پر پہنچائے۔ میں خود بھی بعض مشکلات سے دوچار ہوں ان کے ازالہ کے لئے بھی درخواست دعا ہے (منشی محمد اسمٰعیل چنیوٹ)

۲۔ میرے دوست مخدوم ملک افضل حسین صاحب طالب علم انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کئی دنوں سے کراچی میں بیمار ہیں اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی کامل صحت کے لئے دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔ (انیس احمد خان لاہور)

۳۔ میرے برادر اکبر مکرم جلال الدین صاحب شاہ محاسب شہر سیالکوٹ ایک دیوار سے گر پڑے تھے جس کی وجہ سے ان کے بائیں بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں مکمل صحت عطا کرے۔ (صلاح الدین شاہ سیالکوٹ)

۴۔ میرے نانا جان مکرم مولوی محمد ملک صاحب آجکل بعارضہ کینسر سخت علیل ہیں اور حالت کافی تشویشناک ہو چکی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے معجزانہ شفا عطا فرمائے۔ (سعید احمد نوکوٹ سندھ)

اعلان دارالقضاء

مکرم عبدالرشید صاحب سماٹری کوارٹر ۲۹ تحریک جدید ربوہ نے درخواست دی ہے کہ میری والدہ محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا کا مورخہ ۲۶ر مارچ کو انتقال ہو چکا ہے۔ مرحومہ کی ذاتی امانت تحریک جدید ربوہ میں مبلغ ۲۰۰/۷۵ روپے جمع ہیں۔ اس امانتی رقم سے مبلغ -/۱۱۲ روپے مکرم ناظم صاحب جائیداد صدر انجمن احمدیہ ربوہ کو ادا کرنے کا فیصلہ صادر فرمائیں کیونکہ مذکورہ رقم مرحومہ کے ذمہ حصہ جائیداد واجب الادا ہے۔ اور بقیہ رقم ۸۸/۷۵ روپے میری چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کو ادا کر دی جائے۔ میرے علاوہ مرحومہ کے مندرجہ ذیل وارث ہیں۔ ان کو اس ادائیگی پر کوئی اعتراض نہیں ہے (۱) صفیہ بیگم (۲) ثریا بیگم (۳) عبدالودود (۴) عبدالباسط (۵) صادقہ بیگم۔

اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تین یوم تک اطلاع دی جائے۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

تقریب نکاح

مورخہ ۱۳ر مارچ ۱۹۷۲ء بروز جمعہ احمدیہ ہال کراچی میں میری نواسی امۃ النصیر بنت چوہدری شریف احمد صاحب وڑائچ نائب زعیم اعلیٰ علاقہ ناظم آباد کراچی۔ کا نکاح عزیزم ملک مجید احمد صاحب ابن ملک رشید احمد صاحب پروپرائٹر اے ملک اینڈ کمپنی لاہور سے بعوض مبلغ پندرہ ہزار روپے حق مہر محترم مولانا غلام احمد صاحب بدوملہی نے پڑھا۔

احباب دعا فرماویں اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں اور سلسلہ کے لئے بابرکت کرے۔ آمین ثم آمین۔

(ملک نصیر احمد)

"قائدین خدام الاحمدیہ نوٹ فرمالیں کہ چندہ ایوانِ محمود چندہ مجلس کا ۱/۲ ہے۔ یہ چندہ بھی ساتھ ہی ساتھ مرکز کو بھجواتے رہیں۔ تدریجی لحاظ سے اس کا پورا کرنا بھی ضروری ہے۔" (مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آوارگی بچپن میں پیدا ہوتی ہے اور یہ سب برائیوں کی جڑھ ہے

اگر بچوں سے صحیح طور پر کام لیا جائے تو وہ کبھی آوارہ نہیں ہو سکتے

فرمودہ: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

"آوارگی بچپن میں پیدا ہوتی ہے اور یہ سب بیماریوں کی جڑھ ہوتی ہے اس کی بڑی ذمہ داری والدین اور استادوں پر ہوتی ہے وہ چونکہ احتیاط نہیں کرتے اس لئے بچے اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مٹانے کے لئے کتنا انتظام کیا ہے کہ فرمایا بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں اذان اور تکبیر کہی جائے اور اس طرح عمل سے بتا دیا کہ بچہ کی تربیت چھوٹی عمر سے شروع ہونی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ بچوں کو مساجد اور عیدگاہوں میں ساتھ لے جانا چاہیئے۔ خود آپ کا اپنا طریق بھی یہی تھا۔ آج کل تو یہ حالت ہے کہ سترہ اٹھارہ سال کے نوجوان بھی بیہودہ حرکت کریں تو والدین کہہ دیتے ہیں کہ ابھی "نیانا" یعنی کم عمر ہے۔ لیکن ادھر ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عباسؓ حدیثیں سناتے ہیں جب کہ ان کی عمر صرف تیرہ سال کی ہے۔ امام مالکؒ کے درس میں امام شافعیؒ شریک ہونے کیلئے گئے ان کے درس میں بیٹھنے کے لئے یہ ضروری شرط تھی کہ طالب علم قلم دوات لے کر بیٹھے اور جو کچھ وہ بتائیں نوٹ کرتا جائے امام شافعیؒ کی عمر اس وقت صرف نو سال کی تھی۔ امام مالکؒ نے انہیں بیٹھے دیکھا تو کہا بچے! تم کیوں بیٹھے ہو۔ امام شافعیؒ نے جواب دیا کہ درس میں شامل ہونے کیلئے آیا ہوں۔ اس پر امام مالکؒ نے کہا کہ .... میرے درس میں بیٹھنے کا یہ طریق نہیں۔ یہاں تو قلم دوات لے کر بیٹھنا چاہیئے۔ امام شافعیؒ نے کہا کہ میں کل بھی بیٹھا تھا آپ دوسرے طلباء سے مقابلہ کرا لیں۔ امام صاحب نے سوال کیا اور انہوں نے ٹھیک جواب دیا۔ امام صاحب کی عادت تھی کہ اگلے روز نوٹوں کو سنتے اور کوئی غلطی ہوتی تو اسکی اصلاح کر دیتے تھے۔ اس دن جو انہوں نے گذشتہ نوٹ سننے شروع کئے تو جب پڑھنے والا غلطی کرتا۔ امام شافعیؒ جھٹ اس کو ٹوک دیتے کہ امام صاحب نے یوں نہیں بلکہ یوں فرمایا تھا۔ چنانچہ امام مالکؒ نے ان کو بغیر قلم دوات کے اپنے درس میں بیٹھنے کی اجازت دے دی۔ حالانکہ اور کسی کو اس کی اجازت نہ تھی یہ بات کیوں تھی اسلئے کہ ماں باپ نے شروع میں ہی ان کو علم کے حصول میں لگا دیا تھا۔ مگر ہمارا "نیانا پن" یعنی بچپن اٹھارہ بیس سال تک نہیں جاتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک میں عمر کے دو ہی حصے سمجھے جاتے ہیں۔ ایک وہ جب بچہ سمجھا جاتا ہے اور ایک وہ جب وہ بیکار بوڑھا ہوتا ہے اور اس طرح کام کا کوئی وقت آتا ہی نہیں۔ ایک دفعہ ایک عورت جس کی عمر کوئی پینسٹھ سال کی ہو گی مجھ سے کوئی بات کر رہی تھی اور بار بار کہتی تھی کہ "اساں تے یتیماں تے رحم کرو" یعنی ہم یتیموں پر رحم کریں۔ یہ کوئی پانچ سات سال کی بات ہے اور اس وقت اس کی عمر ۶۵ سال کی ہو گی۔ تو گویا ہمارے ہاں یا تو آدمی بچہ ہوتا ہے اور یا پیر فرتوت جسے پنجابی میں "ستر بہتر" کہتے ہیں۔ یہ بہت حماقت کی بات ہے کہ بچوں کو چھوٹا سمجھ کر انہیں آوارہ ہونے دیا جائے اگر بچوں سے صحیح طور پر کام لیا جائے تو وہ کبھی آوارہ ہو ہی نہیں سکتے۔ اگر انہیں گلیوں اور بازاروں میں آوارہ پھرنے کی بجائے مجلسوں میں بٹھایا جائے تو بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ میری تعلیم تو کچھ بھی نہ تھی لیکن یہ بات تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں جا بیٹھتا تھا۔ حضرت خلیفہ اولؓ کی مجلس میں چلا جاتا تھا کھیلا بھی کرتا تھا۔ مجھے شکار کا شوق تھا۔ فٹ بال بھی کھیل لیتا تھا لیکن گلیوں میں بیکار نہیں پھرتا تھا۔ بلکہ اس وقت مجلسوں میں بیٹھتا تھا اور اس کا نتیجہ یہ تھا کہ بڑی بڑی کتابیں پڑھنے والوں سے میرا علم خدا تعالیٰ کے فضل سے زیادہ تھا۔ علم گدھوں کی طرح کتابیں لادنے سے نہیں آجاتا۔ آوارگی دور کرنے سے علم بڑھتا ہے اور ذہن میں تیزی پیدا ہوتی ہے"۔

(مشعل راہ صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۱)

اہل ربوہ کے لئے ضروری اعلان

۱۲ مئی بروز جمعہ کو سیر کا انعامی مقابلہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ فرمودہ ۱۳ مارچ ۱۹۷۱ء میں مجلس صحت کے قیام کا اعلان کرتے ہوئے اہل ربوہ کو خاص طور پر ہدایت فرمائی کہ

"سیر کا مقابلہ ہو اور دوست آ کر بتائیں کہ انہوں نے سیر میں خدا تعالیٰ کی قدرت کے کیا کیا جلوے دیکھے۔ جب وہ یہ لکھ کر دیں گے تو اس مقابلہ میں جو اول آئے گا اس کو پچاس روپے کا انعام میری طرف سے دیا جائے گا۔ آخر خدا تعالیٰ کی صفات کے جلوے اس لئے ہیں کہ ہم ان کو دیکھیں اور ان پر غور کریں۔"

سیر کے اس مقابلہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ۱۲ مئی بروز جمعۃ المبارک صبح ۵ بجے سے ۷ بجے کا وقت مقرر کیا گیا ہے۔ مقابلہ کے قواعد و ضوابط اور طریق حسب ذیل ہوگا۔

۱۔ سیر میں ۲ گھنٹے صرف کئے جائیں گے۔

۲۔ سیر سے واپسی پر احباب اپنے مشاہدات و تاثرات احاطہ تحریر میں لائیں گے۔ یہ مضامین کنوینر مجلس صحت کو ۱۳ بروز ہفتہ چھ بجے شام تک پہنچ جائیں۔ خدام و انصار کے زعماء کی طرف سے رپورٹ کا آنا بھی ضروری ہے کہ ان کے حلقہ سے کتنے احباب نے سیر میں حصہ لیا اور کتنے مضامین بھجوائے گئے۔

۳۔ جو دوست خود نہ لکھ سکتے ہوں وہ اپنے زعیم صاحب کو مضمون لکھوا دیں۔

۴۔ مضامین کا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ کمیٹی جائزہ لے گی۔

۵۔ مقامی احباب یہ اچھی طرح نوٹ کر لیں کہ مضمون کا معیار انتخاب زبان اور زور تحریر نہیں ہے بلکہ مشاہدہ کی وسعت اور گہرائی ہے اس لئے کم تعلیم یافتہ احباب بھی ایسی ہی سہولت سے مقابلہ میں حصہ لے سکتے ہیں۔ جیسے زیادہ تعلیم یافتہ۔

اس مقابلہ کے لئے زعماء انصار اللہ و زعماء خدام الاحمدیہ اپنے اپنے حلقوں کو منظم فرما لیں اور اس مقابلہ کو صحیح معنوں میں کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔

(ڈاکٹر بشیر احمد خان کنوینر مجلس صحت ربوہ)

ایک معلم قرآن پاک کی ضرورت

ایک شہری جماعت کو تعلیم القرآن کے لئے ایک مخلص اور باہمت استاد کی ضرورت ہے۔ معقول مشاہرہ بھی پیش ہوگا۔ جو دوست یہ کار خیر کر سکیں وہ اپنی درخواست نظارت اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن ربوہ میں ۲۵ مئی تک بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن)

دو انسپکٹران کی فوری ضرورت

نظارت بیت المال آمد میں دو انسپکٹران کی فوری ضرورت ہے جو میٹرک پاس ہوں حساب کتاب سے دلچسپی رکھتے ہوں۔ دینی معلومات رکھتے ہوں اور انہیں خدمت دین کا شوق ہو۔ عمر ۳۰ اور ۳۵ سال کے درمیان ہونی چاہیئے۔ ابتدائی تنخواہ ۹۰/ روپے ماہوار۔ خواہشمند احباب درخواست امیر صاحب یا صدر مقامی کی تصدیق کے ساتھ نظارت بیت المال آمد میں ۲۵ ہجرت/مئی تک بھجوا دیں۔

(ناظر بیت المال آمد ربوہ)

درخواست دعا

محترم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ناظر تعلیم کے والد ماجد محترم صوفی عطا محمد صاحب شدید بیمار ہیں اور حالت بہت تشویشناک ہے۔ احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵